نصاب میں تبدیلی

حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری

تعلیم کی افادیت واہمیت سے کوئی باشعور شخص انکار نہیں کرسکتا۔آقائے نامدار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی تعلیم وتربیت کا کرشمہ تھا کہ صحرائے عرب کے جو وحشی علم ومعرفت اور تہذیب وتمدن سے کورے تھے وہ پوری دنیا میں علم وحکمت اور تہذیب وشائستگی کے چراغ روشن کرنے لگے۔یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات ہی تھیں کہ تیئس سالہ مختصر دور میں نہ صرف پورے جزیرہ عرب کی کایا پلٹ دی بلکہ پوری دنیا کے لیے رشد وہدایت کی وہ ابدی قندیلیں روشن کردیں جو رہتی دنیا تک انسانیت کو عدل وانصاف اور عافیت اور اطمینان کی راہ دکھاتی رہیں گی اور اُن ہی تعلیمات کی بدولت مسلمان ایران وروم کی عظیم سلطنتوں کے وارث بن گئے۔

قوموں کے عروج وزوال پر اثر انداز ہونے والے عوامل میں سے ایک بنیادی عامل نظام تعلیم ہے،آج کے ترقی یافتہ دور میں اگر کہیں کوئی ملک ترقی کی راہ پر گامزن ہے تو وہاں دیگر شعبوں کے علاوہ ان کے تعلیم کا شعبہ سب سے مستحکم،توانا اور انقلابی اقدامات کا حامل نظر آئے گا۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان اس وقت صرف ہمارا نہیں بلکہ پورے عالم اسلام کی امیدوں کا مرکز ومحور ہے،اسے مضبوط کرنا اور ہر ممکن خطرے سے بچانا ہماری منزل اور مقصد ہونا چاہیے،اس کے نظریات اور اساسی ساکھ کو مضبوط سے مضبوط تر بنانا ہماری ذمہ داری اور ہدف ہونا چاہیے،لیکن بدقسمتی سے ہم جس قدر دیگر شعبوں میں اپنے ملک کی بنیادیں کھوکھلے کرنے پر تلے ہوئے ہیں اور جس طرح ہماری سیاست سے لے کر تہذیبی،اخلاقی اور معاشی ڈھانچے تک سب کچھ فرسودگی کی علامت بن چکا ہے،بالکل اسی طرح ہمارا نظام تعلیم بھی منصوبہ بندی کے فقدان کا عکاس اور اضطرابی کیفیت سے دوچار ہے،تاریخ پاکستان پر نظر ڈال کر اس نصف صدی میں تعلیم ہی وہ شعبہ نظر آتا ہے جس میں اسلامائزیشن کی کچھ رمق باقی ہے لیکن آج ہمارا نظام تعلیم اپنے مقصد سے لے کر نصاب کی تبدیلی تک عدم تحفظ کا شکار ہے اور اس حوالے سے پورا ملک ایک سخت تشویش میں مبتلا ہے۔

سیاست،معیشت اور معاشرت کی طرح شعبہ نظام تعلیم کو بھی مغربی رنگ میں رنگنے اور اس خطے میں اسلامی اقدار وروایات اور اسلامی تعلیمات کو جڑ سے اُکھاڑ پھینکنے کے لیے ہمہ گیر حربے بڑی سرعت کے ساتھ جاری وساری ہے،افسوس یہ ہے کہ اس سارے عمل میں ہمارے ہی اقتدار کے مسند نشین شامل ہیں۔مغربی ذہنیت رکھنے والے نام نہاد دانشور اور بیرونی دباؤ سے مرعوب ومغلوب بیوروکریسی ایک دوسرے سے پہل کررہی ہے۔ہمارا المیہ یہ ہے کہ پاکستان قائم ہونے کے بعد اس ملک کا سارا نظام اُسی بیوروکریسی کے ہاتھ آگیا جو استعماری دور کے نظام تعلیم کا

پروردہ تھی اور جن کے دل ودماغ میں اسلامی تعلیمات اور مشرقی روایات سے نفرت وعداوت کے جراثیم پوری طرح رچ بس ہے، انگریزوں کے نت نئے ایجادات پر حیرت زدہ اس طبقے کو اگر اپنی اور اسلامی تاریخ سے آگہی ہوتی تو ان پر واضح ہوجاتا کہ جس مغرب کی غلامی پر وہ فخر محسوس کرتا ہے۔ یہی مغرب ایک طویل عرصے تک مسلمانوں کے زیر تسلط رہا ہے، تاریخ میں جھانکنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے عروج کے زمانے کی ترقی کی اصل وجہ اس وقت کے حکمرانوں کا قرآن وسنت سے مضبوط گہرا تعلق تھا جس کی وجہ سے ایک ترقی یافتہ قوم کی حیثیت سے ہم نے دنیا پر حکومت کی، لیکن آج کا مغرب پرور طبقہ نہ اس حقیقت کو تسلیم کرنے پر تیار ہے اور نہ ہی اسلام کا نام لینا برداشت کرتا ہے۔ لارڈ میکالے نے ایسے ہی لوگوں کو اپنا جانشین قرار دیتے ہوئے کہا تھا کہ ''ہمیں اس وقت ایک ایسا طبقہ پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے جو ہمارے اور ان کروڑوں انسانوں کے مابین ترجمانی کے فرائض سرانجام دے سکے جن پر ہم اس وقت حکمران ایک ایسا طبقہ جو نسل اور رنگ کے اعتبار سے ہندوستانی ہو مگر ذوق، طرزِ فکر، اخلاق اور فہم فراست کے نقطہ نظر سے انگریز ہوں۔'' اسی وجہ سے ان کے دلوں پر مغرب کی ہمہ جہت بالادستی کا سکہ جما ہوا ہے اور نئی نسل کو بھی اس بات پر مجبور کرنا چاہتے ہیں کہ دنیا میں ترقی وسربلندی اسی میں ہے کہ اپنے فلسفہ حیات، فکر، تہذیب و ثقافت اور اسلامی اقدار سمیت اپنے چودہ سو سالہ ماضی پر حقارت بھری نگاہ ڈالی جائے اور انگریز کے پیچھے پیچھے چل کر اپنا ہر انفرادی واجتماعی عمل ان کے نقش قدم پر استوار کرلیں۔

امریکہ اس وقت دہشت گردی کو بنیاد بنا کر مسلم ممالک کے وسائل پر قبضہ جمانے کے فلسفے پر عمل پیرا ہے، اس سلسلے میں ایک محاذ پر وہ بزور طاقت اسلامی ممالک پر اپنا تسلط قائم کر رہا ہے۔ تو دوسرے محاذ پر وہ ''نصاب تعلیم کو ماڈریٹ'' بنانے کے مکروہ نعرے کی آڑ میں باقی اسلامی ممالک کو زیر تسلط لانا چاہتا ہے کیوں کہ انہیں اس بات کا بخوبی اندازہ ہے کہ جب تک ہم ''کسی ملک کے عوام کو تبدیل کرنا ہو تو اس کے نصاب کو تبدیل کیا جائے'' کے فلسفے پر عمل پیرا نہیں ہوں گے۔ اس وقت تک ہمارے لیے ان ممالک پر قبضہ کرنا آسان نہ ہوگا، جب عوام اور افراد کے ذہنوں کو تبدیل کر کے اپنی تہذیب کے موافق بنایا جائے تو پھر اس زمین پر کنٹرول بھی آسان ہوجاتا ہے۔ دنیا سے دہشت گردی ختم کرنے کے عمل میں پاکستان امریکہ کے قریب ترین دوستوں میں سے ایک ہے جس نے ہر وقت ہر محاذ پر اپنی وفاداری دکھائی ہے لیکن ایک مسلم ملک ہونے کے ناتے اب اس کے گردِ گیرا تنگ کیا جا رہا ہے اور اس کے لیے مختلف حربے استعمال میں لائے جارہے ہیں۔ چنانچہ جب یہ بات ثابت ہے کہ قوموں کے مجموعی مزاج کی تیاری، مکمل سوچ وفکر اور نظریاتی ہم آہنگی کے لیے مضبوط بنیاد نصاب تعلیم ہی فراہم کرتا ہے تو امریکہ نے بھی نظام تعلیم کے شعبے کا انتخاب کر کے نصاب تعلیم پر وار کرنا شروع کردیا ہے۔ ابتدا میں امریکہ نے اس کے لیے دو راستوں کا چناؤ کیا ہے ایک راستے پر غیر محسوس طریقے سے ایک اقلیتی مذہب کے ادارے آغا خان فاؤنڈیشن کے ذریعے پاکستان کے تعلیمی اور امتحانی نظام کو خرید کر آغا خان یونی ورسٹی بورڈ کے ساتھ منسلک کیا جس کا عمل بتدریج جاری ہے،

اس سلسلے میں امریکی سفیر نینسی پاؤل اور آغاخان فاؤنڈیشن کے شمس الحق لاکھانی کے درمیان باقاعدہ تحریری معاہدہ ہوا ہے جس پر پاکستانی وزیر تعلیم محترمہ زبیدہ جلال نے بھی دستخط کیے ہیں۔امریکی سفیر نے اس بات پر زور دیا ہے کہ تعلیمی نظام کو بتدریج جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کیا جائے گا جس کے لیے ساڑھے چار سو لاکھ ڈالرز دینے کے معاہدے پر دستخط ہوئے۔زبیدہ جلال صاحبہ کے دستخط اس بات کو ظاہر کرتے ہیں کہ حکومت پاکستان نے بھی اس معاہدے کو تسلیم کرلیا ہے۔دوسرے راستے سے امریکہ نے براہ راست شعبہ تعلیم کے اصلاحات کے لیے پاکستان کو دس کروڑ ڈالرز کی خطیر رقم جاری کی ہے اور اسی مقصد کے لیے ہالینڈ نے بھی سسٹینیبل ڈویلپمنٹ انسٹی ٹیوٹ (SDPI) کو ایک کثیر رقم دی ہے جس کا مقصد نصاب تعلیم میں اصلاحات لانا ہیں۔

یہ دو نکات اس بات کو تقویت دینے کے لیے کافی تھے کہ ملک میں موجودہ نصابی تبدیلیاں اُن سیکولر اور لادین عناصر کے ایماء پر کی گئی ہیں جو ہمارے ملک سے اسلام کی رہی سہی کسر نکالنے کے درپے ہیں اور یہاں کے اخلاقی، تہذیبی، اسلامی اور معاشرتی روایات کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ساتھ یہ بھی واضح ہو کہ ۱۸ اپریل ۲۰۰۴ء کو امریکہ کی سلامتی کونسل کی مشیر لیزا رائس کا گیارہ ستمبر کے واقعے کی تحقیقات کے لیے قائم کردہ کمیشن کے سامنے دیا جانے والا بیان بھی ریکارڈ پر موجود ہے جس میں اُنھوں نے کہا تھا کہ ''مسلم ممالک میں امریکہ کے خلاف پائی جانے والی نفرت کو دور کرنے کے لیے بش انتظامیہ کام کررہی ہے اس سلسلے میں مشرق وسطیٰ کے ممالک میں جمہوریت لانے کی کوششوں کے علاوہ تعلیمی اصلاحات بھی لائی جارہی ہیں، اسلامی ممالک میں تعلیمی اصلاحات لانا ہماری پالیسی کا حصہ ہے اور پاکستانی خاتون وزیر تعلیم اس سلسلے میں'' امریکہ سے تعاون کررہی ہے، انھوں نے مزید بتایا کہ ''گزشتہ سال جب پاکستان کی وزیر تعلیم امریکہ آئی تھیں تو اُنھوں نے اس معاملے میں اُن سے بات کی تھی۔پاکستانی وزیر تعلیم ایک حیرت انگیز زبردست (ونڈر فل) خاتون ہے''۔چنانچہ امریکی ایجنڈے کو عملی جامہ پہناتے ہوئے پنجاب کے تعلیمی بورڈ نے ایسی تبدیلیاں عمل میں لائیں جس سے امریکہ اور مغرب کو کسی قسم کی کوئی شکایت نہ ہو،ان شرمناک تبدیلیوں میں دسویں کی اردو میں صفحہ نمبر چار باب زندہ دلی میں ''بہار اردو'' کے مضمون کے ذیل میں لکھا گیا ہے کہ نعوذ باللہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ گانا سنتے تھے،انگریزی کی کتاب سے طارق بن زیاد، فیصل مسجد اور عظیم قربانی کے اسباق نکال کر اور چھٹی جماعت کی انگریزی میں چھ کونوں والے فریم میں بڑھیا، کبوتر اور سورج کو بند کرکے غیر محسوس طریقے سے اسرائیل کے چھ کونوں والے ستارے کو ظاہر کیا گیا ہے۔یہاں سب سے مذموم کوشش یہ کی گئی ہے کہ ''پاکستان اور اسلامی دنیا'' ''پاکستان اور عالمی امور'' کے اسباق کو نکالا گیا ہے جس کی وجہ سے مسئلہ کشمیر، فلسطین، قبرص اور عرب دنیا سے پاکستان کے تعلقات، عالم اسلام کے استحکام و سربلندی کے لیے پاکستان کی کوششیں اور اسلامی سربراہی تنظیم کے اجلاس کی تفصیلات جو پڑھائی جاتی تھیں از خود ختم ہوجاتی ہیں۔جب کہ سندھ کے تعلیمی بورڈ نے اردو کی کتاب سے غزوہ احد کے متعلق سبق نکالا گیا ہے۔اسی کتاب میں آگے صحابہ کرامؓ کی شہادت کو ''قتل'' سے

تعبیر کیا گیا ہے اور حضرت سید احمد شہیدؒ اور شاہ ولی اللہؒ کی تحریکوں کا تذکرہ حذف کر دیا ہے۔ اسی کتاب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم، دیگر انبیاء علیھم السلام اور حضرت عائشہؓ و فاطمہؓ کے متعلق اسباق بھی نکال دیئے گئے ہیں۔ اور ان کی جگہ سماجی خاتون بلقیس ایدھی کو شامل کیا گیا ہے۔ ان کے علاوہ بھی کئی تبدیلیاں کی گئی ہیں۔

نویں اور دسویں جماعت کی کتابوں سے سورۃ توبہ کا اخراج کر کے زبیدہ جلال کا یہ استدلال پیش کرنا کہ چونکہ میٹرک تک پڑھنے والے بچے چھوٹے ہوتے ہیں اور وہ قرآنی آیات کو نہ سمجھ سکتے ہیں اور نہ یاد کر سکتے ہیں، اُن کو دقت پیش آتی ہے، اس لیے ان کو بارھویں اور چودھویں جماعتوں میں شامل کر دیا ہے۔ یہ استدلال بہت کمزور اور قوم کو بے وقوف بنانے کا خطرناک حربہ ہے۔ نویں اور دسویں جماعت کے طلبا قرآنی آیات سمجھنے سے تو قاصر ہیں لیکن ان سے دو سال چھوٹے طلباء کے لیے آٹھویں میں نظریئے اور فلسفے کی ایک ایسی مشکل بحث داخل نصاب کی گئی ہے۔ جسے یونی ورسٹی لیول کے طلبا بھی بآسانی نہیں سمجھتے اور ان سے چار سال چھوٹے طلباء کے لیے چھٹی جماعت میں ''عوام خاندانی منصوبہ بندی کے اسکیموں سے غافل ہیں''، ''آبادی میں اضافہ کیوں'' اور ''لڑکیاں لڑکوں سے زیادہ جذباتی ہوتی ہیں'' جیسے مضامین شامل کر کے انھیں بآسانی سمجھ سکتے ہیں اگر نہیں سمجھ سکتے یا دقت پیش آتی ہے تو صرف کلام اللہ اور سورۃ توبہ میں یہ مسئلہ درپیش ہے۔ افسوس کہ چھوٹے بچوں کے ذہنوں کو پراگندہ کرنے کے لیے یہ حربے استعمال کر کے آپ پاکستان کی نئی نسل کا اسلامی تہذیب اور روایات سے جڑا وہ رشتہ جو پہلے سے ہی برائے نام رہ گیا ہے کاٹ کر مغربی تہذیب کا دلدادہ بنانا چاہتے ہیں۔ امریکی سلامتی کونسل کی مشیر کا یہ کہنا کہ ''مسلم ممالک میں تعلیمی اصلاحات'' ہماری پالیسی کا حصہ ہے اور پاکستانی وزیر تعلیم ہمارے ساتھ ''تعاون'' کر رہی ہے۔ اس واضح اور دوٹوک اقرار کے بعد کوئی سوال باقی نہیں رہتا کہ ملک میں حالیہ نصابی تبدیلیاں کون کرا رہا ہے اور کس مقصد کے لیے یہ تبدیلیاں کی جارہی ہیں، لیکن ان تبدیلیوں کے بعد وزیر تعلیم محترمہ زبیدہ جلال نے شدید عوامی دباؤ کے باعث اپنے آپ کو یہ کہہ کر بری کر دیا کہ وزارتِ تعلیم ان اصلاحات سے بالکل بے خبر ہے اور یہ اصلاحات پنجاب اور سندھ ٹیکسٹ بورڈز نے ازخود کیے ہیں اور ہمیں اعتماد میں نہیں لیا گیا۔ اس اثناء میں خونریزی کا ایک سلسلہ شروع ہوا اور کراچی میں ایک مہینے کے اندر ستر سے زائد افراد جان سے ہاتھ دھو بیٹھے، تاحال یہ سلسلہ جاری ہے، لوگوں کی توجہ ان اہم اُمور سے ہٹا کر کراچی کی جانب کر دی گئی اور یہاں بھی ایک سازش کے تحت باقاعدہ خاموشی اختیار کر لی گئی۔

ابھی حال ہی میں جب امریکہ کے دورے پر گیا اور وہاں محکمہ خارجہ، دفاع، داخلہ اور محکمہ تعلیم کے علاوہ یونی ورسٹیوں کے پروفیسرز سے ملا، وہاں کے مقتدر حلقوں سے ملاقاتیں کیں، میڈیا اور دیگر شعبوں سے تعلق رکھنے والوں سے ملاقاتیں ہوئیں، ان کے خیالات اور نظریات جان کر ان سے تعلیمی نصاب میں تبدیلی کے حوالے سے گفتگو کیں، طویل نشستیں ہوئیں، اس سے پہلے یہ بات صرف میری معلومات کی حد تک تھی اور میں نے سنا تھا کہ نصاب میں تبدیلی امریکی ایماء پر کی جارہی ہے لیکن وہاں ان کے مقتدر حلقوں کو ہمارے نصاب تعلیم میں اتنی بڑھتی ہوئی دلچسپی

اور ہمارے لیے اتنی فکرمندی دیکھ کر مجھے علم الیقین، عین الیقین میں تبدیل ہوگیا کہ ہمارے نصاب میں لائی جانے والی تبدیلیوں کے پیچھے امریکی اور مغربی لابی ہی سرگرم ہے اور ہماری وزارت تعلیم آلۂ کار بن کر ان کے مذموم منصوبے کو عملی جامہ پہنانے میں مصروف ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ سرفروشی اور جانبازی کے جذبات، حق و باطل کے معرکوں کا ذکر اور جذبہ جہاد، امریکہ اور مغرب کی نظر میں دہشت گردی ہے اور ''سب سے پہلے پاکستان'' اور ''روشن خیالی واعتدال پسندی'' کا ڈھنڈورا پیٹنے والے حکمران نظریہ پاکستان، اپنی تاریخ سے آگہی، ہندو سے نفرت اور اسلامی تعلیمات سے بھری کتابوں کو انتہا پسندی، تنگ نظری اور دہشت گردی کا سبب قرار دے رہے ہیں۔ اسی لیے مغربی آقاؤں اور ان کے جانشینوں نے تعلیمی نصاب پر حملہ کر کے اس کا ایسا حلیہ بگاڑ دیا کہ کچھ عرصہ بعد آنے والی نسلیں نہ صرف اپنی تاریخ سے نابلد ہوں گی بلکہ دین وایمان سے بھی کورے ہوں گے اور پھر ہندو، عیسائی، یہودی اور مسلمان بچے میں کوئی فرق بھی نہ ہوگا۔

نصاب میں تبدیلی اور تعلیمی بورڈ کو آغا خان فاؤنڈیشن بورڈ کے تحویل میں دینا ایک ایسے خطرناک کھیل کا حصہ ہے جس کے لیے یہودی اور اسرائیلی لابی روز اول سے ہی ہاتھ پاؤں مار رہے تھے، ان کا منصوبہ یہی ہے کہ ''جب تک مسلمانوں کا نصاب تعلیم نہیں بدلا جائے گا تب تک وہ اپنی اسلامائزیشن سے باز نہیں آئیں گے اور جب تک دنیا میں اسلامائزیشن ختم نہ ہوگی تب تک دنیا میں ان کی بادشاہی اور حکمرانی قائم نہ ہوگی'' امریکی مشینری پر تو یہودیوں کا قبضہ پہلے سے ہی ہے اور وہاں کوئی حکمران یہودیوں کی مرضی کے بغیر نہیں رہ سکتا، لیکن مسلم ممالک میں اپنے کارندوں کے ذریعے اپنے مذموم مقاصد کا آغاز وہ ابھی کر رہے ہیں۔ ۱۱ستمبر کے بعد جب سے ہم نے اپنی پالیسیاں بدلنا شروع کی ہیں اس وقت سے نظریات وعقائد کے درمیان ایک سنگین صورت جنم لے چکی ہے۔ ذہنوں میں سخت ٹکراؤ ہے ملک افراتفری کا شکار ہے اور یہ وقت کسی بھی معاشرے کے لیے خطرناک ہوتا ہے۔ ارباب اقتدار اس بات کو ضرور پیش نظر رکھیں کہ ۱۹۷۳ء کے آئین کی طرح نصاب بھی طالب علم کے حال اور مستقبل کے درمیان ایک عہد وپیمان ہوتا ہے۔

نصاب کی تبدیلی ایک ایسا نظریاتی مسئلہ ہے جس پر کوئی سمجھوتہ نہیں کیا جاسکتا۔ سیکولر ذہن رکھنے والے لادین عناصر اپنے مذموم مقصد میں کبھی کامیاب نہیں ہوسکتے کیوں کہ نظریے کی بنیاد پر وجود میں آنے والے لوگ اگر اپنے تشخص اور نظریے سے تہی دامن کر لیے جائیں تو وہ ختم ہو کر رہ جاتے ہیں۔ جب امریکہ سمیت ہر ملک اپنے نصاب بنانے میں خود مختار ہے تو پاکستان سے یہ آزادی کیوں چھین لی جاتی ہے۔ تعلیمی نصاب میں کی گئی تبدیلیوں کے اس بھیانک جرم کے مرتکبین کو انصاف کے کٹہرے میں لاکر قرار واقعی سزا دی جائے اور قومی مشاورت کے ساتھ ایک ایسا نصاب وضع کیا جائے جو ہماری اسلامی وتاریخی روایات سے ہم آہنگ ہو، ہماری تہذیبی وثقافتی اقدار کے امین ہونے کے ساتھ ساتھ علوم اسلامیہ کے ہم قدم ہو اور عصری تقاضوں کو مدنظر رکھ کر ملت کے ہر فرد کے مزاج کے مطابق ہو۔ اس کے خلاف کوئی بھی متبادل نصاب قوم کے کسی فرد کو قبول نہ ہوگا اور نہ قبول ہونا چاہیے۔ ☆☆☆